اسلام اور سائنس

ریاض الحسن نوری

'صحیح سائنسی علم' اسلام کا ہم نوا ہوتا ہے!

تخلیق کائنات کے مقاصد کی حقیقت کے بارے میں اللہ جل جلالہ کا وعدہ ہے ﴿سَنُرِيْهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ ''ہم انسانوں کو انفس وآفاق میں ایسی نشانیاں برابر دکھاتے رہیں گے، جو اللہ کے حق ہونے کو ثابت کریں گی۔'' جدید سائنس مشاہدے اور تجربے کے استعمال کا نام ہے، اس لئے اس کا دائرہ کار محدود ہے، تاہم حواس وعقل چونکہ انسانی صلاحیتیں ہیں اس لئے ان کے استعمال سے ایسی حقیقتیں واضح ہوتی رہتی ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں قرآنِ کریم سے بعض ایسے حقائق پیش کئے گئے ہیں، جو سائنسی علم سے قرآن کی صداقت کے لئے گواہی دیتے ہیں البتہ یہ واضح رہے کہ سائنس کا دائرہ محدود ہے اور وہ بہرصورت انسانی کدوکاوش کی مرہونِ منت ہے، اس لئے جن چیزوں کو وہ حقائق کے طور پر سامنے لاتی ہے، ان کے بعض نمایاں پہلو قرآن کی تصدیق کے باوصف کئی اعتبار سے ناقص ہوتے ہیں یا کمزور، تاہم یہ جزوی تصدیق بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی شہادت کو انصاف کے قیام سے مشروط کیا ہے، ارشاد ہے ﴿شَهِدَ اللهُ ...... وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ﴾ ''اہل علم درآں حالیکہ وہ انصاف کے ساتھ قائم ہوں۔'' سائنسی حقائق کے قرآن کی تصدیق کرنے کے اعتبار سے کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر سائنسی علم صحیح ہو تو وہ لازماً وحی کی تصدیق ہی کرے گا، تاہم سائنسی علم کی صحت پر بھی قرآن مُہیمن (محافظ) ہے۔ اس لئے اگر سائنسی تحقیقات جزوی یا کلی طور پر مستقبل میں بدل جائیں تو یہ سائنس کے ارتقا کی خوبی ہے، لیکن قرآنِ مجید میں یہی ارتقا قرآن کی تکذیب کا شبہ پیدا کرسکتا ہے۔ اس لئے قرآن کا مفہوم ازل سے ابد تک متعین ہے۔ اخبار وعقائد سے متعلقہ تعلیمات میں نام نہاد ارتقا کی یہاں کوئی گنجائش نہیں۔ پیش کردہ سائنسی حقائق کے بارے میں یہ اُصولی نکتہ پیش نظر رہے تاکہ عقیدہ میں استحکام رہے۔ بسا اوقات مرعوب کن سائنسی انکشافات عقائدِ صحیحہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہاں عقیدہ غیر متزلزل رہنا چاہئے اور سائنسی ارتقا کی تصدیق کا انتظار کرنا چاہئے۔ اسی نکتہ کی روشنی میں زیر نظر مقالہ ہدیۂ قارئین ہے۔ (محدث)

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورسل ؑ کو ان کے زمانی حالات اور ضرورت کے مطابق مختلف معجزات عطا فرمائے۔ حضرت موسیٰ ؑ کے دور میں اگر جادوگروں کا زور تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ؑ

www.KitaboSunnat.com

کو اسی مناسبت سے معجزات عطا فرمائے تاکہ آپؑ جادوگروں کو زیر کرسکیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے دور میں اگر علم طب عروج پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو بھی ایسے معجزات عطا فرمائے کہ آپؑ اس وقت کے تمام حکیموں اور طبیبوں پر سکہ جما سکیں۔ چنانچہ آپؑ مادر زاد اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو بحکم الٰہی تندرست فرما دیتے جب کہ کوئی اور حکیم یا طبیب اس کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔علیٰ ہذا القیاس دیگر انبیا کا بھی یہی معاملہ رہا ہے۔

البتہ نبی اکرم ﷺ چونکہ خاتم النّبیینؐ (اللہ کے آخری نبی) ہونے کے ناطے قیامت تک کے لئے نبی و رسولؐ بنا کر بھیجے گئے، اس لئے ضروری تھا کہ آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپؐ کے معجزات قیامت تک کے لئے سامنے آتے رہتے۔ ویسے تو آپؐ کو اپنی زندگی ہی میں بہت سے معجزات (مثلاً شق قمر، اسراء ومعراج وغیرہ) سے نوازا گیا تاہم اس کے علاوہ قرآنِ مجید اور احادیث میں بہت سے ایسے دعوے اور حقائق بھی پیش کئے گئے جنہیں اس دور میں محدود آلات اور معلومات کی بنا پر جاننا کسی کے لئے ممکن نہ تھا، آج کی محیر العقول ترقی میں جب بہت سے انکشافات ہوئے تو ان سے قرآن وحدیث کی حقانیت کا اٹل ثبوت میسر آیا کہ قرآن کریم نے انہیں کس طرح مکمل صورت میں آج سے صدیاں قبل پیش کیا تھا۔ سردست انہی میں سے چند ایک ایسے حقائق کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جنہیں سائنسی تحقیقات کے بعد دورِ حاضر میں مسلمہ طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے جبکہ ۱۴۰۰ سال پہلے ہی قرآن وسنت میں ان کی نشاندہی کردی گئی تھی۔

۱ علم جنین (الأجنة) اور تخلیقی مراحل واطوار

انسانی بچے کی پیدائش اور اس کے مختلف مراحل کے حوالہ سے سائنس دانوں نے بیسویں صدی میں بہت سے حقائق دریافت کئے جن میں مزید پیش رفت تاحال جاری ہے۔ خلیہ (Cell)، جینز (Genes) اور ان سے متعلقہ معلومات کی فراہمی نے نہ صرف علم الاجنہ (Embryology) میں ایک بہت بڑا انقلاب برپا کیا بلکہ اس کے ساتھ تخلیقی مراحل کی بہت سی پیچیدگیوں اور مشکلات کو دور کرنے اور بانجھ پن کی مختلف صورتوں پر قابو پانے میں بھی مدد

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہوئی۔ علم الاجنہ اور علم الطب سے متعلقہ کسی صورت کو زیر بحث لانا یہاں مقصود نہیں، تاہم علم الاجنہ کے حوالہ سے بیسویں صدی کی ان دریافتوں کی مناسبت سے ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ قرآن وسنت نے چودہ سو سال پہلے ہی ان چیزوں کی نشاندہی کر دی تھی۔ مثلاً:

❶ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَى﴾ (النجم:۴۵،۴۶)

''اور بلا شبہ اللہ نے جوڑا یعنی نر و مادّہ پیدا کیا ایک بوند سے جب کہ وہ ٹپکائی جاتی ہے۔''

اس آیت میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ نر یا مادّہ کی پیدائش کا انحصار نطفہ پر ہے۔ جدید سائنس بھی قرآن مجید کی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ انسانی پیدائش کا عمل نطفے سے شروع ہوتا ہے۔

❷ اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ

﴿يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ﴾ (الزمر:٦)

''وہ (اللہ تعالیٰ) تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل پر تخلیق کرتا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ انسانی تخلیق کو رحم مادر میں مختلف مراحل و اطوار سے گزارتا ہے۔ یہ مراحل کتنے اور کون کون سے ہیں، اس کی تفصیل قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ﴾ (الحج:۵)

''اے لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اُٹھنے میں شک ہے تو سوچو کہ ہم نے تمہیں مٹی☆ سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خونِ بستہ سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ❁ تھا۔ یہ تم پر ظاہر کر دیتے ہیں اور ہم جسے چاہیں ایک ٹھہرائے ہوئے وقت تک رحم مادر میں

☆ مٹی سے پیدا کرنے سے مراد حضرت آدمؑ کی پیدائش کی طرف اشارہ ہے۔

❁ بے نقشہ یا غیر مخلّقة سے مراد وہ بچہ ہے جس کی شکل وصورت خود اللہ تعالیٰ نے واضح نہ کی اور نہ ہی اس میں روح پھونکی اور قبل از وقت ہی وہ ساقط ہو جائے۔

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں۔ پھر تمہیں بچپن کی حالت میں دنیا میں لاتے ہیں تاکہ تم اپنی پوری جوانی کو پہنچو۔''

تخلیقی مراحل کو قرآنِ مجید ہی کے ایک اور مقام پر اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾ (المومنون:۱۳تا۱۴)

''پھر ہم نے اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا، پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیوں میں بدل دیا پھر (ان) ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا پھر ایک اور بناوٹ میں اسے پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے۔''

یہی مراحل صحیح احادیث میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ نطفہ چالیس دن کے بعد عَلَقَة (یعنی گاڑھا خون) بن جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد یہ مُضْغَة (یعنی لوتھڑا یا گوشت کی بوٹی) کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ یعنی چار مہینے کے بعد نفخ روح ہوتا ہے اور بچہ ایک واضح شکل میں ڈھل جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: بخاری: کتاب الانبیا اور مسلم: کتاب القدر، وغیرہ)

دورِ حاضر میں تخلیق کے مذکورہ مراحل سائنسی تحقیقات کے بعد متفقہ طور پر تسلیم کئے جاچکے ہیں۔ جبکہ ۱۴۰۰ سال پہلے جب اسلام نے ان مخفی اُمور کی نشاندہی کی تھی، اس وقت یہ معلومات کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھیں۔

یہاں راقم بڑے عجز سے عرض کرنا چاہے گا کہ ۱۹۸۷ء میں جب رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے اسلامی یونیورسٹی آف اسلام آباد میں الاعجاز العلمي فی القرآن والسنة کے نام سے ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں 'علم الاجنۃ' سے متعلقہ ایک کتاب "The Developing Human" خصوصی طور پر مندوبین میں تقسیم کی گئی اور اس کانفرنس میں علم الاجنۃ اور دیگر سائنسی تحقیقات میں قرآن وسنت کے کردار سے متعلقہ مقالہ جات پیش کئے گئے تو راقم الحروف کے اس موضوع پر دو مقالے منظور ہوئے جبکہ پنجاب بھر سے کسی اور سائنسدان یا عالم دین کا کوئی ایسا مقالہ منظور نہ ہوا۔

www.KitaboSunnat.com

❷ پہاڑوں کو میخیں قرار دینا

قرآنِ مجید میں کئی ایک مقامات پر یہ بات بیان ہوئی کہ پہاڑ میخوں کی حیثیت سے زمین میں گاڑے گئے ہیں۔ بطورِ مثال چند آیات درج کی جاتی ہیں:

① ﴿وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ﴾ (الانبیاء:۳۱)

''اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنا دیے تاکہ وہ (زمین) انہیں (مخلوق کو) لے کر ڈھلک نہ جائیں۔''

② ﴿وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ (لقمان:۱۰)

''اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں ہلا نہ سکے۔''

③ ﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا وَّالْجِبَالَ أَوْتَادًا﴾ (النباء:۶،۷)

''کیا ایسا نہیں کہ ہم نے زمین کو فرش بنایا اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح (اس میں) گاڑ دیا؟''

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ زمین پر پہاڑوں کو نصب کرنے کا مقصد یہ تھا کہ زمین ڈھلکنے اور جھٹکے لگنے سے محفوظ رہے۔ اگرچہ نزولِ قرآن سے پہلے دنیا اس حقیقت سے ناواقف تھی، تاہم اب جدید سائنسی تحقیقات نے بھی قرآن مجید کی اس بات کی تائید کردی ہے۔

جدید علم طبقات الارض کے مطابق ''پہاڑ قشر زمین (Earth's Crust) بنانے والی عظیم پلیٹوں کی حرکت اور ان کی باہمی رگڑ اور مسلسل ٹکراؤ کے نتیجے میں تشکیل پاتے ہیں۔ جب دو پلیٹیں آپس میں متصادم ہوتی ہیں تو ان میں سے جو مضبوط تر ہوتی ہے، وہ دوسری کے نیچے گھس جاتی ہے اور اوپر والی خم کھا کر بلندی اختیار کرلیتی ہے، اسی طرح پہاڑ وجود میں آجاتا ہے۔ جبکہ نیچے والی تہہ زمین کے نشیب میں زیریں جانب بڑھتی چلی جاتی ہے اس طرح ایک گہرائی عمل میں آنے لگتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑوں کا ایک حصہ نیچے کی جانب بھی ہوتا ہے جو سطح زمین سے نظر آنے والے حصہ کے تقریباً مساوی ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر پہاڑ سطح زمین کے نیچے اور اوپر سے آگے کی طرف بڑھتے ہوئے قشر ارض کی پلیٹوں کو آپس میں بھینچ دیتے ہیں جس سے زمین کی مضبوطی بڑھتی ہے۔ مختصر طور پر ہم پہاڑوں کو میخوں سے تشبیہ دے

سکتے ہیں جو زمین کے مختلف حصوں کو اسی طرح جوڑتے ہیں جیسے میخیں لکڑی کے ٹکڑوں کو آپس میں جوڑتی ہیں۔'' (قرآن رہنمائے سائنس از ہارون یحییٰ، ص۱۲۲)

۱۹۸۷ء میں رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے اسلام آباد میں منعقد ہونے والی مذکورہ بالا بین الاقوامی کانفرنس میں ایک امریکی سائنسدان نے قرآن مجید کی ان چند (مذکورہ) آیات (جن میں پہاڑوں کو میخیں کہا گیا) کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ۱۰۰ سال پہلے تک سائنس دانوں کا یہی خیال تھا کہ پہاڑ ایسے ہی ٹیلے ہیں جیسے ریت کے ٹیلے بن جاتے ہیں یا قدرتی طور پر مسلسل آندھی وطوفان کے نتیجے میں کسی جگہ مٹی، ریت اور پتھروں کا ڈھیر لگ جاتا ہے مگر اب جدید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ پہاڑ اگر ایک میل اونچا ہو تو اس کی جڑ کئی میل تک گہری ہوتی ہے۔ جس طرح میخ کا کچھ حصہ اوپر نظر آتا ہے جبکہ اس کا بڑا حصہ زمین میں ہوتا ہے۔

المختصر یہ کہ اس امریکی سائنس دان نے قرآن مجید کی ان آیات کو معجزاتی آیات قرار دیا کیونکہ ان آیات میں جن حقائق کو ۱۴۰۰ سال پہلے بیان کیا گیا ہے، سائنس دان ان حقائق تک پہنچنے میں اب کامیاب ہوئے ہیں۔

۳ تخلیق کائنات کے سائنسی مشاہدے

تخلیق کائنات کے سلسلہ میں قرآن مجید ہمیں جن حقائق سے آگاہ کرتا ہے، ان کا تذکرہ مندرجہ آیات میں موجود ہے:

① ﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلاَ يُؤْمِنُوْنَ﴾ (الانبیاء:۳۰)

''کیا کافر لوگوں نے نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور ہم نے پانی کے ساتھ ہر زندہ چیز کو پیدا کیا۔ کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔''

② ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ﴾ (حٰمٓ السجدۃ:۱۱)

''پھر (اللہ تعالیٰ) آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ (آسمان) دھواں سا تھا۔ پس اسے اور

زمین سے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ تم دونوں خواہ خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے۔ان دونوں نے کہا کہ ہم بخوشی حاضر ہیں۔‘‘

③ ﴿وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَّإِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ﴾ (الذاریات:۴۷)

’’آسمان کو ہم نے قوت سے بنایا اور یقیناً ہم اس میں کشادگی کرنے والے ہیں۔‘‘

مندرجہ بالا آیات میں سے پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جدا جدا کردیا۔ اب یہی بات جدید سائنس بھی تسلیم کرچکی ہے کہ کرۂ ارض ایک خوفناک حادثے کے ساتھ وجود میں آئی اور اسی حادثۂ عظیمہ کو بگ بینگ (Big Bang) یا ’انفجارِ عظیم‘ بھی کہا جاتا ہے۔

دوسری آیت میں جس چیز کی نشاندہی کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ شروع میں آسمان مکمل طور پر دھوئیں یا گیس کی شکل میں تھا جیسا کہ مشہور ایٹمی سائنسدان جارج گیمو لکھتا ہے کہ

’’کائناتی مکان (فضا) کثیر توانائی والی گاما شعاعوں (High Enrgy Gama Radiation) سے پر تھا......لیکن اس میں موجود مادّہ کا وزن مخصوص زمین سے بالا تر فضا کی ہوا کے برابر ہماری کائنات کی تخلیقی تاریخ کے پہلے گھنٹے کے بعد کائنات میں ۳۰ ملین سال تک کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا۔ (اسی زمانے کے متعلق قرآن نے کہا کہ تمام آسمان دھوئیں یا گیس کی شکل میں تھا)

یہی مصنف مزید لکھتا ہے کہ ’’بنیادی چیز جس سے کائنات بنی، وہ ہائیڈروجن گیس تھی۔‘‘

(The Creation of the Universe, p.135)

تیسری آیت میں یہ نشاندہی کی گئی ہے کہ کائنات میں مسلسل توسیع کا عمل جاری ہے اور اکثر سائنس دان بھی اس کی تائید کرتے ہوئے اس بات کو تسلیم کرچکے ہیں کہ ہر آن یہ کائنات پھیلتی اور وسیع ہوتی جارہی ہے۔ ہارون یحییٰ اپنی تصنیف ’قرآن رہنماے سائنس‘ میں لکھتے ہیں کہ

’’۲۰ ویں صدی کی آمد تک دنیاے سائنس میں ایک ہی نظریہ مروّج تھا کہ کائنات بالکل غیر متغیر اور مستقل نوعیت رکھتی ہے اور لامتناہی عرصہ سے ایسی ہی چلی آرہی ہے۔ تاہم تحقیق ومشاہدہ اور ریاضیاتی جانچ پڑتال جو جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے جاری تھی، اس سے انکشاف ہوا کہ اس کائنات کا ایک نکتہ آغاز بھی تھا اور اس وقت سے یہ مسلسل پھیل رہی ہے۔ ۲۰ صدی

www.KitaboSunnat.com

کے شروع میں روسی ماہر طبیعیات الیگزنڈر فرائیڈ مین اور بلجیم کے ماہر علم تکوین عالم (Cosmologist) جارجز لیمیٹر کے جمع کردہ نظری حساب کتاب سے یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ کائنات مسلسل حرکت کررہی ہے اور وسیع سے وسیع تر ہورہی ہے۔ اس انکشاف کی ۱۹۲۹ء کے مشاہدات سے تصدیق ہوگئی۔ امریکی ماہر فلکیات ایڈوین ہبل نے اپنی دوربین سے آسمان کا مشاہدہ کرنے کے بعد انکشاف کیا کہ ستارے اور کہکشائیں ایک دوسری سے مسلسل دور ہٹ رہی ہیں۔ ایک ایسی کائنات جس میں ہر چیز، دوسری چیز سے پرے ہٹتی جارہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلسل پھیل رہی ہے۔ بعد کے برسوں کی تحقیق بھی اس مشاہدے کی تصدیق کرتی رہی ہے۔ قرآنِ مجید نے یہ حقیقت اس وقت بیان کردی تھی کہ جب کسی کو اس کا وہم وگمان تک نہ تھا۔ یہ اس لئے کہ قرآن اس خدا کا کلام ہے جو پوری کائنات کا خالق ومالک اور حکمرانِ حقیقی ہے۔'' (ص۱۱۰،۱۱۱)

۴ بشرطِ صحت آسمان اور زمین کے گول ہونے کا ثبوت

اگرچہ جدید سائنس نے تحقیقی وسائنسی مشاہدات کے بعد یہ بات تسلیم کی ہے کہ آسمان اور زمین گول ہے جبکہ قرآنِ مجید نے ۱۴۰۰ سال پہلے ہی اس حقیقت کا انکشاف کردیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ مسلم سائنسدانوں کا شروع سے یہ موقف رہا کہ زمین گول ہے۔ اس سلسلہ میں دین اسلام نے ۱۴۰۰ سال پہلے کیا نشاندہی کی تھی، اس کا تذکرہ ہم آٹھویں صدی ہجری کے عظیم مجتہد یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتاویٰ کی روشنی میں کریں گے۔ شیخ الاسلام نے اس موضوع پر اپنے فتاویٰ میں جابجا بحث کی ہے۔ چنانچہ مجموع الفتاویٰ کی چھٹی جلد میں ایسے ہی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے شیخ رقم طراز ہیں کہ

"السموٰات مستديرة عند علماء المسلمين وقد حكى إجماع المسلمين على ذلك غير واحد من العلماء ائمة الاسلام: مثل أبى الحسين أحمد بن جعفر بن المناوى أحد الأعيان الكبار من الطبقة الثانية من أصحاب الامام أحمد وله نحو اربع مائة مصنف وحكى الاجماع على ذلك الامام أبو محمد بن حزم وأبوالفرج بن الجوزي وروى العلماء ذلك بالأسانيد المعروفة عن الصحابة والتابعين وذكروا ذلك من كتاب الله وسنة رسوله وبسطوا القول

فی ذلك بالدلائل السمعية وان كان قد أقيم على ذلك أيضا دلائل حسابية...... "(مجموع الفتاویٰ، ج٦ص:٥٨٦)

''مسلمان اہل علم کا موقف یہ ہے کہ آسمان گول ہیں اور بہت سے کبار علماے مسلمین نے اس بات پر مسلمانوں کا اجماع و اتفاق نقل کیا ہے۔ مثلاً احمد بن جعفر بن المناوی جو امام احمد کے اصحاب میں سے طبقہ ثانیہ کے کبیر عالم خیال کئے جاتے ہیں اور وہ تقریباً ۴۰۰ کتب کے مصنف بھی ہیں، نے اسی طرح ابن حزم اور ابن جوزی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اہل علم نے اس سلسلہ میں اپنی معروف اسناد کے ساتھ یہ بات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے بھی ثابت کی ہے اور کتاب وسنت سے بھی اس کے دلائل فراہم کئے ہیں۔ اس مسئلے پر اہل علم نے نہ صرف دلائل نقلیہ سے استشہاد کیا ہے بلکہ دلائل عقلیہ سے بھی اسے ثابت کیا ہے۔''

اس کے بعد شیخ الاسلام قرآن وسنت کے چند نصوص سے استشہاد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

(وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ)

''اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا اور یہ سب اپنے اپنے فلک (مدار) میں محوِگردش ہیں۔'' (الانبیاء:۳۳)

سلف صالحین میں سے حضرت ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں کہ

''فلک چرخ کے تکلہ کے محور کی طرح گول ہوتا ہے اور یہ (آسمان و زمین کے) گول ہونے کی صریح دلیل ہے اور ویسے بھی لغت میں ہر گول چیز کے لئے لفظ فلک استعمال کیا جاتا ہے۔'' (مجموع فتاویٰ، ج٦،ص ۵۸۷)

شیخ الاسلام ایک اور مقام پر رقم طراز ہیں کہ

اعلم أن الأرض قد اتفقوا على أنها كروية الشكل وهي فى الماء المحيط بأكثرها" (ایضاً،ص۱۵۰/۵) ''واضح رہے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین کی شکل گولائی نما ہے اور زمین کا اکثر حصہ پانی پر مشتمل ہے۔''

اس پر مزید بحث شیخ الاسلام نے مجموع الفتاویٰ کی ۲۵ ویں جلد (ص ۱۹۵) میں بھی کی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے مجموعہ فتاویٰ کے مذکورہ اجزا ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

[تہذیب واضافہ: حافظ مبشر حسین لاہوری]

❀ اسی موضوع پر مطالعہ کیجئے: 'اسلام اور سائنس کا باہمی تعلق' از عزیز الرحمٰن (ماہنامہ محدث: اپریل ۲۰۰۳ء)

www.KitaboSunnat.com